الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیانِ شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں

۱۔ پگڑی کی شرعی حیثیت کیا ہے، واجب ہے یا سنت، مؤکدہ یا غیر مؤکدہ یا مستحب؟

۲۔ اس کا ترک کرنا عند اللہ تعالیٰ ملامت ہے یا نہیں؟

۳۔ کیا یہ بات نصوص سے ثابت ہے کہ پگڑی کے ساتھ نماز پڑھنے سے نماز ستر گنا بڑھ جاتی ہے؟ اگر ہے تو براہ مہربانی حوالہ تحریر فرماویں۔

۴۔ کس کس رنگ کی پگڑی جائز ہے؟ اور کیا مخصوص اوقات و حالات میں مخصوص رنگ کی پگڑی باندھنا بھی ثابت ہے؟

۵۔ پگڑی کی کوئی مقدار مقرر ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کتنی مقدار ہونی چاہیئے مدلل تحریر فرماویں۔

۶۔ کیا رومال وغیرہ سر پر لپیٹنے سے پگڑی کی فضیلت حاصل ہو سکتی ہے؟

۷۔ پگڑی کے پیچھے کی طرف شملہ ایک ہونا چاہیئے یا دو یا بالکل نہیں۔ اگر ہے تو مقدار شرعی کتنی ہے؟

۸۔ اشخاص کے اعتبار سے پگڑی کا چھوٹا یا بڑا ہونا بھی ثابت ہے اگر ہے تو کیا مقدار ہے؟

۹۔ پگڑی کو ضروری سمجھنے والا، اور نہ باندھنے والا کو ملامت کرنا کیسا ہے۔

۱۰۔ کیا محراب بنانا ضروری ہے؟

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	۶۱ھ مضمون سوال وجواب	تبویب	عنوان

الجواب بعون اللہ تعالیٰ حامداً ومصلیاً

۱ پگڑی لباس کی سنت غیر مؤکدہ ہے اور یہ سنن زوائد میں سے ہے سنن ھدیٰ میں شامل نہیں ہے، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی پگڑی مبارک پہنتے تھے اور کبھی صرف ٹوپی پہنتے تھے اور کبھی پگڑی کے نیچے ٹوپی پہنتے اور کبھی نہ پہنتے اس سے معلوم ہوا کہ یہ لباس کی سنت غیر مؤکدہ ہے۔

وفی تاریخ الخمیس للامام حسین ابن محمد الدیار بکری (۲: ۱۹۰)

فکان لہ صلی اللہ علیہ وسلم القلانس یلبسھا تحت العمائم وبغیر العمائم ویلبس العمائم بغیر القلانس .... وربما مشی بلا قلنسوۃ ولا عمامۃ ولا رداء راجلاً یعود المرضی کذالک فی اقصی المدینۃ کذا فی خلاصۃ السیر —

۲ جب معلوم ہوا کہ پگڑی لباس کی سنت غیر مؤکدہ ہے اور نیز سنن ھدیٰ میں سے بھی نہیں ہے تو لہٰذا اسکے ترک پر عنداللہ ملامت بھی نہیں ہے۔

۳ عمامہ باندھنا لباس کی سنت ہے نماز کی سنت نہیں بلکہ نماز میں مستحب ہے اور بغیر عمامہ کے بھی نماز بالکل درست ہوتی ہے

وفی الفتاویٰ الھندیۃ (۱: ۵۹) وکذا فی حلبی کبیر (۲۱۶)

والمستحب أن یصلی الرجل فی ثلاثۃ الثواب قمیص و إزار وعمامۃ —

البتہ جن علاقوں میں عمامہ کے بغیر لباس کو نامکمل سمجھا جاتا ہو اور بغیر عمامہ کے گھر سے نکلنا اور بڑوں کے مجمع میں جانا معیوب سمجھا جاتا ہو وہاں بغیر عمامہ کے نماز پڑھنا مکروہ ہے اس وجہ سے نہیں کہ سنت عمامہ پر عمل نہیں ہوا، بلکہ اس وجہ سے کہ اس علاقہ کے اعتبار سے یہ نامکمل لباس ہے اور نامکمل لباس جو صرف گھر کے اندر استعمال کیا جاتا ہو اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے

وفی الدر المختار (۱: ۶۴۰)

وکرہ .... صلاتہ فی ثیاب البذلۃ یلبسھا فی بیتہ۔

جب معلوم ہوا کہ نماز میں عمامہ باندھنا سنت زائدہ ہے جس کا درجہ مستحب کا ہے لہٰذا اگر اتباع سنت کی نیت سے باندھے تو موجب ثواب ہے لیکن اسکی بنیاد پر یوں نہیں کہا جا سکتا کہ عمامہ باندھ کر پڑھی گئی نماز کا ثواب بغیر عمامہ کے پڑھی جانے والی نماز سے زیادہ ہے باوجود تلاش بسیار کے ایسی کوئی صحیح مرفوع حدیث ذخیرہ احادیث سے نہیں ملی جس (جس) سے ثابت ہو کہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے بنسبت بغیر عمامہ کے، البتہ بعض ایسی موضوع یعنی بناوٹی احادیث ملتی ہیں جن میں عمامہ والی نماز کی فضیلت بیان

فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام وپتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب ص ۹۳	تبویب	عنوان

کی گئی ہے لیکن وہ باتفاق محدثین موضوع ہونے کیوجہ سے قابلِ رد ہیں، یہاں بطورِ نمونہ بعض موضوعات ذکر کی جاتی ہیں

۱ الموضوعات الکبریٰ لملا علی القاری" ص (۲۳۲)
حدیث۔ "صلاة بخاتم تعدل سبعین بغیر خاتم" ھو موضوع کما قاله العسقلانی۔
وکذا "صلاة بعمامة تعدل خمساً وعشرین صلاة وجمعة بعمامة تعدل سبعین جمعة والصلوة فی العمامة بعشرة آلاف حسنة" قال المنوفی فذالک کله باطل۔
وقال السخاوی حدیث "صلاة بخاتم تعدل سبعین بغیر خاتم" ھو موضوع کما قال شیخنا عن شیخه (یعنی کما قال الحافظ ابن حجر نقلاً عن الحافظ العراقی۔
وکذا ما أورده الدیلمی من حدیث ابن عمرؓ مرفوعاً "صلاة بعمامة تعدل خمساً وعشرین وجمعة بعمامة تعدل سبعین جمعة" ومن حدیث انسؓ مرفوعاً "الصلوة فی العمامة بعشرة آلاف حسنة"
وکذا فی موضوعات الکبیر لملا علی القاری (ص: ۸۷) وکذا فی المصنوع فی معرفة الحدیث الموضوع لشیخ علی القاری الھروی (ص: ۸۷)

۲ الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة لعلامہ شوکانی" کتاب اللباس (ص: ۱۸۷)
حدیث۔ "صلاة بعمامة تعدل بخمس وعشرین وجمعة بعمامة تعدل سبعین جمعة" ذکره فی المقاصد وقال موضوع۔
قول ابن عمرؓ: یا بنی احب العمامة، یا بنی اعتم تجل وتکرم، ولا توقر ولا یراک الشیطان الّا ولّی هاربا، سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان الصلوٰة بعمامة تعدل بخمس وعشرین وجمعة بعمامة تعدل سبعین جمعة بغیر عمامة" قال ابن حجر موضوع۔
حدیث "صلاة فی العمامة عشرة آلاف حسنة" وفی اسناده متھم وقال فی المقاصد موضوع۔

۴ مرد کیلئے سرخ اور زعفرانی رنگ کے علاوہ باقی رنگوں کی پگڑی باندھنا جائز ہے، البتہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیاہ پگڑی کا استعمال فرمانا متعدد روایات سے ثابت ہے اسکے علاوہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث میں سفید لباس کے استعمال کی ترغیب بھی وارد ہے اس لیئے علماء نے سفید رنگ کی پگڑی کو بھی سنت قرار دیا ہے اور سفید پگڑی کو سیاہ پگڑی سے افضل قرار دیا ہے، البتہ اگر کوئی شخص صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی اتباع کی غرض سے صرف سیاہ رنگ ہی کی پگڑی باندھتا ہے تو اس وجہ سے انشاء اللہ وہ بہت بڑے اجر وثواب کا مستحق ہوگا۔ ور سبز رنگ کی پگڑی کے بارہ میں صرف مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی رحؒ نے نقل کیا ہے کہ کبھی کبھی آپ سبز پگڑی باندھتے تھے البتہ چونکہ آجکل سبز

فتوی نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاوی	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب ص ۶۳	تبویب

مغفر یعنی خود رنگ دستار مبارک سیاہ تیرہ شدہ بود والا آن دستار مبارک سپید بود فاما مقرر است کہ گاہ گاہے دستار سیاہ رنگ آنحضرت ؐ بستہ اند

5 عمامہ باندھنے میں اصل بنیاد یہ ہے کہ عمامہ نہ تو بہت زیادہ بڑا ہو کہ اس کو سر پر اٹھانا ہی مشکل ہو جائے اور نہ اتنا چھوٹا ہو کہ سر پر باندھنا دشوار ہو بلکہ عمامہ درمیانہ ہونا چاہئے، چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پگڑی کی کم از کم مقدار سات ۷ اور زیادہ سے زیادہ بارہ ۱۲ ہاتھ منقول ہے لہذا سات ہاتھ سے کم لمبی پگڑی باندھنے سے پگڑی کی سنت ادا نہ ہوگی۔

وفی زاد المعاد (۳: ۱۴۲-۱۴۱)

ولم تکن عمامتہ بالکبیرۃ التی یؤذی الرأس حملھا ویضعفہ ویجعلہ عرضۃ للضعف والآفات کما یشاھد من حال اصحابھا ولا بالصغیرۃ التی تقصر عن وقایۃ الرأس من الحر والبرد بل وسطاً بین ذالک۔

وفی جمع الوسائل (۱: ۱۶۸)

وقال الشیخ الجزری فی تصحیح المصابیح قد تتبعت الکتب وتطلبت من السیر والتواریخ لاقف علی قدر عمامۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم اقف علی شیئ حتی اخبرنی من أثق بہ أنہ وقف علی شیئ من کلام النووی ذکر فیہ انہ کان لہ صلی اللہ علیہ وسلم عمامۃ قصیرۃ وعمامۃ طویلۃ وأن القصیرۃ کانت سبعۃ أذرع والطویلۃ کانت اثنی عشر ذراعاً — اھ

وظاھر کلام المدخل أن عمامتہ کانت سبعۃ أذرع مطلقاً من غیر تقییدٍ بالقصیر والطویل واللہ تعالیٰ اعلم —

وفی خلاصۃ الفتاوی (۳: ۱۵۳)

ودستار خانگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہفت گز یا ہشت گز گفتہ اند ووقت نماز پنجوقت دوازدہ گز و در عیدین وجمعۃ چہاردہ گز ووقت جنگ وحرب پانزدہ گز —

6 جیسا کہ پہلے معلوم ہوا کہ مسنون عمامہ کی کم از کم مقدار سات ہاتھ ہے لہذا ایسا رومال جو لمبائی میں سات ہاتھ سے کم ہو اسکو سر پر باندھنے سے عمامہ کی سنت ادا نہیں ہوگی۔

(بحوالہ رجسٹر نقل فتاوی دار العلوم کراچی ۴۶/۷۸)

7 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی پگڑی کا شملہ چھوڑتے اور کبھی بغیر شملہ چھوڑے پگڑی پہنتے تھے لہذا دونوں صورتیں سنت ہیں البتہ جب شملہ رکھے تو اسے پیچھے کی طرف رکھنا مستحب ہے، دائیں طرف رکھنا بھی جائز ہے البتہ بائیں طرف رکھنے نہ رکھنے کے بارہ میں اختلاف ہے، بعض نے جائز قرار دیا ہے اور بعض نے بدعت قرار دیا ہے لہذا بائیں طرف نہ رکھنا چاہئے اور اسکی لمبائی کے بارہ میں مختلف اقوال مذکور ہیں کم از کم چار انگلی کے برابر لمبا ہونا چاہئے اور پیٹھ کے درمیان تک لمبا کرنا سنت ہے اور اس سے زیادہ لمبا کرنے کو بعض حضرات بدعت کہتے ہیں لہذا اس سے زیادہ لمبا نہ کرنے میں احتیاط ہے اور بعض حضرات موضع جلوس تک لمبا کرنے کی اجازت دیتے ہیں البتہ اس سے زیادہ لمبا کرنا بالاتفاق

رجسٹر نقل فتاوی جامعہ دار العلوم کراچی

عنوان	تبویب	مضمون سوال وجواب	نام وپتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاوی	فتوی نمبر مع رجسٹر نمبر

بدعت ہے اور شملہ کی تعداد کے بارہ میں کوئی روایت نظر سے نہیں گذری کہ ایک شملہ ہو یا دو ہوں البتہ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ شملہ ایک ہونا چاہئے

وفی التعلیق الصبیح للشیخ کاندھلوی" (۴: ۳۸۸)

وقد ثبت فی السیر بروایات صحیحۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرخی علامۃ احیانا بین کتفیہ واحیانا یلبس العمامۃ من غیر علامۃ فعلم ان الاتیان بکل واحد من تلک الامور سنۃ (ق)

وفی زاد المعاد (۱: ۳۴)

وکان اذا اعتم ارخی عمامتہ بین کتفیہ کما رواہ مسلم فی صحیحہ عن عمرو بن حریث رض قال "رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر وعلیہ عمامۃ سوداء قد أرخی طرفیہما بین کتفیہ" ـ وفی مسلم ایضاً عن جابر بن عبد اللہ رض "أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل مکۃ وعلیہ عمامۃ سوداء" ولم یذکر فی حدیث جابر رض ذؤابۃ فدل علی ان الذؤابۃ لم یکن یرخیہا دائما بین کتفیہ وقد یقال انہ دخل مکۃ وعلیہ اھبۃ القتال والمغفر علی رأسہ فلبس فی کل موطن ما یناسبہ

وفی التعلیق الصبیح (۴: ۳۹۵)

وعن عبادۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالعمائم فانہا سیماء الملائکۃ وارخوہا خلف ظہورکم رواہ البیہقی فی شعب الایمان (مشکوۃ ۳۷۷)

قولہ فانہا سیماء الملائکۃ سیما مقصور وقد یمد ای علامتہم یوم بدر قال تعالیٰ (ویمددکم ربکم بخمسۃ آلاف من الملائکۃ مسومین) قال الکلبی معتمین بعمائم صفر مرخاۃ علی اکتافہم ـ

وفی الوفاء باحوال المصطفیٰ لابن الجوزی (۵۶۷ جزء ثانی)

عن خالد الحذاء قال اخبرنی ابو عبد السلام قال قلت لابن عمر کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعتم قال یدیر کور العمامۃ علی رأسہ ویغرزہا من ورائہ و یرخی لہا ذؤابۃ بین کتفیہ ـ وعن نافع عن ابن عمر أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اعتم سدل عمامتہ بین کتفیہ قال نافع وکان ابن عمر یفعل ذالک

وفی الفتاوی الانقرویۃ (۱: ۳۲)

والسنۃ فی لبس العمامۃ ارخاء ذنب العمامۃ بین الکتفین الی وسط الظہر وقیل بمقدار شبر وقیل الی موضع الجلوس ـ من کتاب الکسب من الوجیز

وفی الفتاوی الھندیۃ (۵: ۳۳۰)

ندب لبس السواد وارسال ذنب العمامۃ بین الکتفین الی وسط الظہر کذا فی الکنز واختلفوا فی مقدار ما ینبغی من ذنب العمامۃ منہم من قدر بشبر ومنہم من قال وسط الظہر ومنہم من قال الی موضع الجلوس کذا فی الذخیرہ

وکذا فی البحر الرائق (۸: ۲۸۷) وکذا فی الشامیہ (۶: ۷۵۵) وکذا فی خلاصۃ الفتاوی (۳: ۱۵۴)

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

عنوان	تبویب	مضمون سوال وجواب ۱/۵۸۶	نام ودستخط مستفتی	تاریخ نقل فتاویٰ	فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر

۸ اخلاص کے اعتبار سے پگڑی کا چھوٹا یا بڑا ہونا کتب حدیث وفقہ میں کہیں نظر سے نہیں گزرا

۹ جب یہ معلوم ہوا کہ پگڑی کا باندھنا سنت غیر مؤکدہ ہے لہٰذا اس کو ضروری نہ سمجھا جانا چاہئے اور
اسے ضروری سمجھنا الاصرار علی المندوب کی حدود میں شامل ہو جاتا ہے اور اسی طرح پگڑی نہ باندھنے والے کو ملامت کرنا
بھی جائز نہیں ہے کیونکہ امر مستحب پر اس قدر اصرار کرنا صحیح نہیں ہے اور اگر کسی جگہ پر کوئی ایسا کرتا ہے تو مسئلہ کی
حیثیت کو واضح کرنے کیلئے پگڑی باندھنے والوں کو چاہئے کہ کبھی کبھار پگڑی کو ترک کر دیا کریں اور اس قدر اصرار
کرنے والوں کو مسئلہ کی حیثیت سمجھائیں۔

(۲) مرقاۃ المصابیح (۲: ۳۵۳)

قال الطیبی وفیہ أن من أصرّ علی أمر مندوب وجعله عزماً ولم یعمل
بالرخصة فقد أصاب منه الشیطان من الإضلال۔

۱۰ پگڑی کو باندھتے وقت شملہ بنانا ضروری نہیں ہے کیونکہ پگڑی کو شملے کی طرح باندھنے کے بارہ میں کوئی روایت
نظر سے نہیں گزری، البتہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ آپ پگڑی کو سر پر گول پیچ دار باندھتے تھے،
البتہ سر کے ارد گرد عمامہ لپیٹنا اور سر کے درمیان سے کھوپڑی کو ننگا چھوڑنا مکروہ ہے۔

وفی الوفاء باحوال المصطفیٰ (ص ۵۶۷)

عن خالد الحذاء قال اخبرنی ابو عبد السلام قال قلت لابن عمر کیف کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعتم قال یدیر کور العمامة علی رأسه ویغرزها من ورائه
ویرخی لها ذؤابة بین کتفیه۔

وفی البحر الرائق (۲: ۲۳)

وفی المحیط ویکره الاعتجار لانه علیه السلام نهی عنه وهو أن یکور عمامته
ویترک وسط رأسه مکشوفاً کهیئة الاشرار۔

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم
کتبہ: عبید اللہ انور میرپوری
دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴
۱۴۱۴/۴/۲ھ

الجواب صحیح
[signature]

الجواب صحیح
اصغر علی ربانی
دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴
۱۴۱۴
۳ ربیع الثانی